صلح حدیبیہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور اس کے فوائد وثمرات کا عصر حاضر کے تناظر میں اطلقی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ

A Research Analysis of the Divine Wisdom, Benefits, and Implications of the Treaty of Hudaybiyyah in the Context of Contemporary Times.

سیما گل*
روما گل**
حفصہ بیگم***

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v7i2.5

Received: September,2024
Accepted: November, 2024
Published: December,2024

Abstract

Indeed, every command of Islam encompasses wisdom and expediency, aimed at improving various aspects of human life and ensuring success in both this world and the Hereafter. Each command is based on the infinite knowledge and wisdom of Allah and considers human nature, needs, and welfare .

The wisdom in every Islamic command is for the betterment of humanity. When individuals act upon these commands, they achieve a complete, balanced, and successful life. The Treaty of Hudaybiyyah brought forth several significant benefits that highlight its greatness and wisdom in Islamic history. Although this treaty seemed stringent for Muslims and advantageous for the Quraysh, its outcomes were profoundly positive and far-reaching.

Keywords: Treaty, Hudaybiyyah, Benefits, wisdom.

تعارف موضوع

اسلام کے ہر حکم میں حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بہتر بنانے اور دنیا و آخرت

* ایم ۔فل اسکالر،ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز ویمن یونیورسٹی مردان :-
mriaz8606296@gmail.com
(Correspondence Author)
** ایم ۔فل اسکالر،ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز ویمن یونیورسٹی مردان ۔
*** ایم ۔فل اسکالر،ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز ویمن یونیورسٹی مردان ۔

میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ہیں۔ ہر حکم اللہ تعالیٰ کی لامحدود علم و حکمت پر مبنی ہے اور انسان کی فطرت، ضرورت اور بھلائی کو مدنظر رکھتا ہے۔ اسلام کے ہر حکم میں حکمت انسان کی بہتری کے لیے ہے اور جب انسان ان پر عمل کرتا ہے تو وہ ایک مکمل ، متوازن اور کامیاب زندگی حاصل کرتا ہے۔صلح حدیبیہ کے کئی اہم ثمرات ہیں جو اسلامی تاریخ میں اس واقعے کی عظمت اور حکمت کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہ صلح بظاہر مسلمانوں کے لیے سخت اور قریش کے حق میں نظر آتی تھی، لیکن اس کے نتائج نہایت مثبت اور دور رس تھے۔

صلح حدیبیہ کا پس منظر

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں یہ خواب دیکھا کہ آپﷺ صحابہ کرام سمیت حرم کعبہ میں داخل ہو کر بیت ا للہ کا طواف اور عمرہ کیا۔ پھر کچھ لوگوں نے سر کے بال منڈوائے اور کچھ نے کٹوانے پر اکتفا کیا۔ آپﷺ نے صحابہ کرام کو اس خواب کی اطلاع دی توانہیں بڑی مسرت ہوئی ۔ لہذا صحابہ کرام بھی سفر کے لیے تیار ہو گئے ۔[1]

روانگی کا اعلان

آپﷺ نے مدینہ اور گردو پیش کی آبادیوں میں اعلان فرمادیا کہ لوگ آپﷺ کے ہمراہ روانہ ہوں لیکن بیشتر قبائل نے تاخیر کی۔ آپﷺ اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر یکم ذی قعدہ 6ھ کو روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں آپﷺ کے ہمراہ ام المومنین حضرت ام سلمہ[2] بھی تھیں ۔ چودہ سو صحابہ کرام اس سفر میں رسول اکرمﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپﷺ نے میان کے اندر بند تلواروں کے سوا اور کسی قسم کا ہتھیار نہیں لیا تھا ۔[3]

ذو الحلیفہ [4]پہنچ کر آپﷺ نے ہدی[5] کو قلادے[6] پہنائے کو ہان چیر کر نشان بنایا اورعمرہ کا احرام باندھا، تاکہ لوگوں کو اطمینان رہے کہ آپ جنگ نہیں کریں گے۔عسفان[7] کے قریب پہنچ کر جاسوس نے آکر اطلاع دی کہ میں کعب بن لوی[8] قبیلہ کو اس حالت میں چھوڑ کر آرہا ہوں کہ انہوں نے آپ سے مقابلہ کرنے کے لیے احا بیش (حلیف قبائل) کو جمع کر رکھا ہے؟ اور بھی جمعیتیں فراہم کی ہیں اور وہ آپ سے لڑنے اور آپ کو بیت اللہ سے روکنے کا تہیہ کیے ہوئے

ہیں۔ اس اطلاع کے بعد نبی کریمﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور فرمایا:

"أَشِيرُوا عَلَيَّ أَتَرَوْنَ أَنْ نَمِيلَ إِلَى ذَرَارِيِّ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ أَعَانُوهُمْ فَنُصِيبَهُمْ فَإِنْ قَعَدُوا قَعَدُوا مَوْتُورِينَ مَحْزُونِينَ وَإِنْ نَجَوْا تَكُنْ عُنُقًا قَطَعَهَا اللَّهُ أَوْ تَرَوْنَ أَنْ نَؤُمَّ الْبَيْتَ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ"[9]

"مجھے مشورہ دو، کیا تم دیکھتے ہو کہ ہم ان لوگوں کے بچوں کی طرف مائل ہوں جو ان (دشمنوں) کی مدد کر رہے ہیں اور انہیں نقصان پہنچائیں؟ اگر وہ رک جائیں تو وہ نقصان زدہ اور غمگین ہو کر رکیں گے، اور اگر وہ بچ گئے تو یہ ایسی گردن ہوگی جسے اللہ نے کاٹ دیا۔ یا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم بیت اللہ کی طرف روانہ ہوں، اور جو ہمیں وہاں سے روکے، ہم اس سے جنگ کریں؟"

اس پر حضرت ابو بکر صدیق[10] نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ مگرہم عمرہ ادا کرنے آئے ہیں، کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں۔ البتہ جو ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گا اس سے لڑائی کریں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ، اچھا تب چلو ۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنا سفر بدستور جاری رکھا۔ جب ثنیۃ المرار[11] پہنچے تواونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا، حل حل ۔ لیکن وہ بیٹھی ہی رہی لوگوں نے کہا، کہ قصواء اڑگئی ہے ۔ آپﷺ نے فرمایا کہ قصواء اڑی نہیں ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے اس ہستی نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھی کو روک دیا تھا ۔ پھر آپ نے فرمایا :

" وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا"[12]

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ لوگ کسی بھی ایسے معاملے کا مطالبہ نہیں کریں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کر رہے ہوں لیکن میں اسے ضرور تسلیم کر لوں گا۔"

سفیروں کا توسط

اس کے بعد قریش کی طرف سے یکے بعد دیگرے بدیل بن ورقاء خزاعی، مکرز بن حفص، حلیس بن علقمہ کنانی اور عروہ بن مسعود ثقفی آئے لیکن سب کو رسول اکرمﷺ نے ایک ہی بات فرما دی کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں بلکہ عمرہ کر کے واپس جائیں گے مگر قریش کے کچھ آوارہ لوگوں نے مداخلت کی اور رسول اکرمﷺ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا۔ عروہ بن مسعود ثقفی[13] رسول اکرمﷺ اور صحابہ کرام کے حالات دیکھ کر اپنے رفقاء کے پاس جانے لگااور کہا : اے قوم! بخدا میں قیصر [14]و کسری[15] اور نجاشی[16] جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد (ﷺ)کے ساتھی محمد(ﷺ) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خداکی قسم ! وہ کھنکار بھی تھوکتے تھے توکسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا۔ اور جب وہ کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری کے لیے سب دوڑ پڑتے تھے؛ اور جب وضو کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کے وضو کے پانی کے لیے لوگ لڑ پڑیں گے ؟ اور جب کوئی بات بولتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے اور فرد تعظیم کے سبب انہیں بھر پور نظر سے نہ دیکھتے تھے؛ اورانہوں نے تم پر ایک اچھی تجویز پیش کی ہے لہذا اسے قبول کر لو ۔[17]

حضرت عثمان کی سفارت کاری

رسول اکرمﷺ نے بھی ایک سفیر بھیجنے کا فیصلہ فرمایا ۔ اس کے لیے حضرت عثمان منتخب کیے گئے۔ حضرت عثمان[18] آپﷺ کا پیغام لے کر روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کرابان بن سعید بن عاص[19] نے اٹھ کر حضرت عثمان کو مرحبا کہا اور اپنے گھوڑے پر زین کس کر آپ کو سوار کیا اور ساتھ بٹھا کر اپنی پناہ میں مکہ لے گیا۔ وہاں جا کر حضرت عثمان نے سربراہان قریش کو رسول اللہﷺ کا پیغام سنایا۔ اس سے فارغ ہو چکے تو قریش نے پیشکش کی کہ آپ بیت اللہ کا طواف کر لیں مگر آپ نے یہ پیش کش مسترد کر دی اور گوارا نہ کیا کہ رسول اللہﷺ کے طواف کرنے سے پہلے خود طواف کر لیں۔[20]

حضرت عثمان کی شہادت کی افواہ اور بیعت رضوان

حضرت عثمان اپنی سفارت کی مہم پوری کر چکے تھے لیکن قریش نے انہیں اپنے پاس روک لیا۔ وہ چاہتے تھے کہ پیش آمدہ صورت حال پر باہم مشورہ کر کے کوئی قطعی فیصلہ کرلیں اور حضرت عثمان کو ان کے لائے ہوئے پیغام کا جواب دے کر واپس کریں، مگر حضرت عثمان کے دیر تک رُکے رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ خبرسن کر آپ ﷺ نے فرمایا ہے ہم جب تک قوم قریش سے پورا پورا بدلہ نہ لے لیں اپنی جگہ سے نہیں پلٹیں گے پھر آپﷺ نے سب کو بیعت کی دعوت دی یہ بیعت رضوان ایک (ببول) کے درخت کے نیچے ہوئی، حضورﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک پر سب صحابہ کرام سے ایک ایک کر کے بیعت لی سب صحابہ کرام نے اس بات پر بیعت کی کہ وہ کسی صورت میں میدان سے نہیں بھاگیں گےاور حضرت عثمان غنی کے قتل کا بدلہ لے کر ہی جائیں گے ، پھر آپﷺ نے اپنا ایک دست مبارک پکڑا اور فرمایا: یہ (بیعت) عثمان() کی طرف سے ہے۔[21]یہی وہ بیعت ہے جس کو تاریخ اسلام میں بیعت رضوان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جب بیعت مکمل ہو گئی تو اب خبر یہ پہنچی کہ حضرت عثمان کی شہادت کی خبر غلط تھی۔[22]

صلح نامہ اور اس کی دفعات

قریش نے صورت حال کی نزاکت محسوس کر لی، اس لیے سہیل بن عمرو[23] معاملاتِ صلح طے کرنے کے لیے روانہ کیا اور یہ تاکید کر دی کہ صلح میں لازماً یہ بات طے کی جائے کہ آپﷺ اس سال واپس چلے جائیں۔ایسانہ ہو کہ عرب یہ کہیں کہ آپﷺ ہمارے شہر میں جبراًداخل ہو گئے۔ ان ہدایات کو لے کر سہیل بن عمرو آپﷺ کے پاس حاضر ہوا نبی کریمﷺ نے اسے آتا دیکھ کر صحابہ کرام سے فرمایا:

"لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ"[24]

تمہارا کام تمہارے لیے سہل کر دیا گیا۔

اس شخص کو بھیجنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ قریش صلح چاہتے ہیں سہیل نے آپ کے پاس پہنچ کر دیر تک گفتگو کی اور بالاخر طرفین میں صلح کی۔[25] درج ذیل دفعات طے ہوگئیں :

شرائطِ صلح

- فریقین کے درمیان 10 سال تک جنگ نہیں ہوگی۔ اس عرصے میں لوگ مامون رہیں گے کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔
- اس سال مسلمان عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں، آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں اور تین دن مکّۂ مکرّمہ[26] میں قیام کریں۔ مسلمان اپنے ساتھ تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ لائیں اور وہ بھی نیام میں رہے۔
- مکّۂ مکرّمہ سے جو شخص مدینۂ منورہ چلا جائے تو اُسے واپس کردیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ منورہ سے مکّہ مکرّمہ آگیا تو اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔
- قبائلِ عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کرلیں۔[27]

صلح حدیبیہ کے فوائد وثمرات اور اس میں پائی جانے والی حکمتیں

بلاشبہ یہ صلح تدبیر الہٰی کا مظہر تھی، جس میں نبوت کا عمل اور اثر اس قدر نمایاں ہوا کہ جس طرح کسی دوسرے عمل میں نمایاں نہ ہوا ۔اس کی کامیابی وہ راز تھا جس کا تعلق علم الہی میں پوشیدہ غیب سے تھا اس لیے جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس کے متعلق غور و فکر کر کے گھبرا گئے اس قسم کے واقعہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ اس صلح کا معاملہ اپنے مقدمات، مضمون اور نتائج کے اعتبار سے عقیدہ اسلامی کے استحکام کی اہم بنیادوں میں سے ہے۔

فتح مکہ کا پیش خیمہ

صلح حدیبیہ فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی جیسا کہ امام ابن قیم[28] نے کہا کہ جنگ بندی کا یہ معاہدہ فتح مکہ کا باب اور کنجی ثابت ہوئی، اللہ عزوجل کی یہ عادت کریمہ ہے کہ وہ مستقبل میں جن اُمور کا ارادہ فرمالیتا ہے ان کی حقانیت کو واضح کرنے کے لیے ابتداء میں کچھ ایسے واقعات سرزد ہوتے ہیں جو مستقبل میں ہونے والے اُمور پر بین دلیل ہوتے ہیں ۔[29] اس لیے قرآن پاک نے اس صلح کو بیان کرتے ہوئے "فتح" کا لفظ استعمال کیا۔ ارشادباری تعالی ہے:

{ لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ

وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا }[30]

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقعے کے بالکل مطابق ہے تم لوگ ان شاء اللہ ضرور مسجد حرام میں اس طرح امن وامان کے ساتھ داخل ہوں گے کہ تم (میں سے کچھ)نے اپنے سروں کو بے خوف وخطر منڈوایا ہوگا اور (کچھ نے)بال تراشے ہوں گے۔ اللہ وہ باتیں جانتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہیں۔چنانچہ اس نے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے ایک قریبی فتح طے کر دی ہے۔"

مسلمانوں کے وجود کو تسلیم کرنا

قریش نے اس معاہدے میں مسلمانوں کے وجود کو تسلیم کیا، کیونکہ معاہدہ ہمیشہ دو برابر فریقوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اس تسلیم کا ان قبائل کی نفسیات پر اثر پڑا جو قریش کے انکاری رویے سے متاثر تھے، کیونکہ وہ قریش کو رہنما اور قدوہ سمجھتے تھے۔[31]

مسلمانوں کی ہیبت اور اسلام کے غلبے کا یقین

مشرکوں اور منافقوں کے دلوں میں ہیبت بیٹھ گئی، اور بہت سے لوگوں کو اسلام کی غلبے کا یقین ہو گیا۔ اس کی کچھ جھلک اس میں نظر آئی کہ قریش کے کئی بڑے سردار، جیسے خالد بن ولید[32] اور عمرو بن العاص[33] اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسی طرح یہ بھی ظاہر ہوا کہ مدینہ منورہ[34] کے آس پاس کے دیہاتیوں نے، جو مسلمانوں کے خلاف بدگمان تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ مسلمانوں کا خاتمہ ہوگا، اپنی غلط فہمی کے بعد جلدی سے معذرت کی۔ اللہ نے اس بارے میں ان کی سوچ کو بیان کیا ہے۔[35]

اسلام کا علیٰ الاعلان پرچار

اگر چہ صلح حدیبیہ کے وقت اس کی شرائط کے پیش نظر مسلمانوں کو اس کی حقیقت پر اطلاع نہ ہوئی کیونکہ مستقبل اُن سے غائب تھا، پھر جو صورت حال در پیش تھی، اس کا تعلق وہ اُس غیب سے کیوں کر سمجھ سکتے تھے جس کا ابھی انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا، لیکن تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مسلمانوں پر اس صلح کی

افادیت آشکارا ہونے لگی اور اس میں پوشیدہ خیر اور بہتری کے پہلو عیاں ہوئے (اس صلح کی رُو سے جب فریقین کے درمیان دس سالہ جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا) تو مسلمان اور مشرکین سمیت سب لوگ آپس میں امن و سلامتی محسوس کرنے لگے۔ اس طرح مسلمان اور کفار کا آپس میں میل جول شروع ہوا اور مسلمانوں نے کفار کو دین کی دعوت دینا شروع کی ان کو قرآن کی آیات بینات سناتے جس سے کفار بے حد متاثر ہوتے اور وہ مزید مسلمانوں کے قریب ہوتے مسلمانوں نے اُن سے علی الاعلان بغیر کسی ڈر اور خوف کے اسلام کے بارے میں بحث و مباحثہ کیا اس طرح بے شمار کفار مسلمان ہوئے اور ایسے بے شمار لوگ بھی ظاہر ہوئے جو پوشیدہ طور پر اسلام قبول کر چکے تھے لیکن اظہار نہیں کیا تھا اب وہ بھی اسلام کا علیٰ الاعلان پر چار کرنے لگے۔ چنانچہ اس صلح نے اسلام کی تبلیغ اور لوگوں کو اس سے روشناس کرانے کا موقع فراہم کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی قبائل اسلام میں داخل ہو گئیں۔

چنانچہ امام زہری[36] کا قول ہے کہ:

" فَمَا فُتِحَ فِي الْإِسْلَامِ فَتْحٌ قَبْلَهُ كَانَ أَعْظَمَ مِنْهُ إِنَّمَا كَانَ الْقِتَالُ حَيْثُ الْتَقَى النَّاسُ فَلَمَّا كَانَتْ الْهُدْنَةُ وَوُضِعَتْ الْحَرْبُ وَآمَنَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، وَالْتَقَوْا فَتَفَاوَضُوا فِي الْحَدِيثِ وَالْمُنَازَعَةِ فَلَمْ يُكَلَّمْ أَحَدٌ بِالْإِسْلَامِ يَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا دَخَلَ فِيهِ وَلَقَدْ دَخَلَ فِي تِينِك السَّنَتَيْنِ مِثْلُ مَنْ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ قَبْلَ ذَلِكَ أَوْ أَكْثَرَ"[37]

"اسلام میں صلح حدیبیہ جیسی فتح سے قبل کوئی بڑی فتح نہ تھی، پہلے تو مسلمانوں اور غیر مسلم لوگوں کے درمیان گھتم گتھا جنگ ہوتی تھی لیکن جب صلح کا معاہدہ ہو گیا اور جنگ بندی ہو گئی تو سب لوگ ایک دوسرے سے پر امن ہو گئے اس طرح ایک دوسرے سے میل ملاپ ہوا بات چیت شروع ہوئی اور جس غیر مسلم نے بھی اسلام کی حقانیت کو سمجھا وہ اسلام میں داخل ہو گیا ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے جتنے اس سے قبل مسلمان ہوئے یا اس سے بھی زیادہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔"

یہود اور دیگر قبائل سے نمٹنے کا موقع

صلح حدیبیہ در حقیقت اسلام اور مسلمانوں کی زندگی میں ایک نئی تبدیلی کا آغاز تھا۔ چونکہ اسلام کی عداوت اور دشمنی میں قریش سب سے زیادہ مضبوط ، ہٹ دھرم اور لڑا کا قوم کی حیثیت رکھتے تھے اس لیے جب جنگ کے میدان میں پسپا ہو کر امن و سلامتی کی طرف آگئے تو احزاب کے تین بازوں قریش ،غطفان اور یہود میں سے سب سے مضبوط بازو ٹوٹ گیا، اور چونکہ قریش ہی پورے جزیرۃ العرب میں بت پرستی کے نمائندے اور سربراہ تھے اس لیے میدان جنگ سے ان کے ہٹتے ہی بہت پرستوں کے جذبات سر د پڑ گئے اور ان کی دشمنانہ روش میں بڑی حد تک تبدیلی آگئی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس صلح کے بعد غطفان کی طرف سے بھی کسی بڑی تگ و دو اور شور وشر کا مظاہرہ نہیں ہوا، بلکہ انہوں نے کچھ کیا بھی تو یہود کے بھڑکانے پر ۔ جہاں تک یہود کا تعلق ہے تو وہ یثرب سے جلا وطنی کے بعد خیبر کو اپنی دسیسہ کاریوں اور سازشوں کا اڈہ بنا چکے تھے ۔ اور فتنے کی آگ بھڑکانے میں مصروف تھے ۔ وہ مدینہ کے گرد و پیش آباد بدوؤں کو بھڑکاتے رہتے تھے اور نبی ﷺ اورمسلمانوں کے خاتمے یا یاکم از کم انہیں بڑے پیمانے پر زک پہنچانے کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے ۔ اس لیے صلح حدیبیہ کے بعد نبی میں نے سب سے پہلا اور فیصلہ کن راست اقدام اسی مرکز شرو فساد کے خلاف کیا۔[38]

نبی وغیر نبی کی قوتِ فیصلہ میں فرق

اس صلح کی ایک عظیم حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس صلح کے ذریعہ سے وحی نبوت اور انسانی فکری تدبیر کے درمیان فرق واضح ہو ایک نبی مرسل کی قوت فیصلہ اور ایک عبقری مفکر کی قوت فیصلہ میں فرق ظاہر ہو،تا کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے کہ جو چیز دنیوی اسباب و مظاہر سے ماوراء الہام الہی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اس میں واضح فرق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے نبی حضرت محمدﷺ کی نبوت کو ہر سوجھ بوجھ رکھنے والے اور عقل سے کام لینے والے کی بصیرت کے سامنے اپنی مدد و نصرت سے نوازے شاید مندرجہ ذیل آیت کی یہی تفسیر ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

{وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا}[39]

اور اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ایک ایسی فتح و نصرت عطا فرمائے گا، جس کی شان یہ ہوگی کہ وہ مد ہوش افکار کو بیدار کر دے گی اور غافل عقلوں کو جھنجوڑ دے گی ۔ صلح حدیبیہ کی شرائط پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ رسول اللہﷺ نے اس میں مشرکین کو کافی سہولت دی اور ان کے حق میں کافی نرم شرائط قبول فرمائیں جو مسلمانوں کے حق میں بہت سخت تھیں (ایسی سخت شرائط صحا بہ کرام کو قابل قبول نہ تھیں لیکن پھر بھی آپﷺ نے معاہدہ کر لیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپﷺ ایک نبی مرسل تھے جن پر الہام کے ذریعے سب چیزیں عیاں تھیں باقی صحابہ محض بشری عقل و فکر کی بناء پر ان کو سمجھنے سے قاصر تھے) یہی وجہ تھی کہ آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق نے کسی حد تک گھٹن اور پریشانی کا مظاہرہ کیا، لیکن جب کچھ عرصہ کے بعد ان کو اپنی اس جلد بازی کا احساس ہوا، تو حضرت عمر فاروق[40] نے فرمایا:

" مَا زِلْتُ أَصُومُ وَأَتَصَدَّقُ وَأُصَلِّي وَأَعْتِقُ مِنْ الَّذِي صَنَعْتُ مَخَافَةَ كَلَامِي الَّذِي تَكَلَّمْتُ بِهِ يَوْمَئِذٍ حَتَّى رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا"[41]

"میں مسلسل روزے رکھتا رہا، صدقہ دیتا رہا، نماز پڑھتا رہا اور (غلام) آزاد کرتا رہا اس (عمل) کے خوف سے جو میں نے اس دن کہا تھا، یہاں تک کہ مجھے امید ہوئی کہ یہ (عمل) خیر میں شمار ہو جائے گا۔"

اسی طرح جب آپ ﷺ نے معاہدہ صلح کے بعد قربانی کرنےاور بال منڈوانے کا حکم دیا تو سب کے سب بیٹھے رہے ان میں سے کوئی نہ اٹھا حتی کہ آپﷺ نے یہ حکم تین مرتبہ دہرایا۔[42]

اس میں راز یہی ہے کہ جملہ صحابہ کرام عام بشری سوجھ بوجھ کے مطابق سوچ رہے تھے اور عقل بشری جو صرف محسوسات کی خبر تک رسائی حاصل کر سکتی ہے وہ اسی نہج پر اس سب معاملے کو بالکل ظاہری کیفیت میں ہی دیکھ رہے تھے جب کہ نبی اکرمﷺ بشری اخبار و اسباب سے کئی درجے بالاتر ہو کر ایک نبی مرسل کی حیثیت سے اس معاملہ کے دور رس پہلوؤں کو

دیکھ رہے تھے کیونکہ نبی اور رسول کو الہام اور وحی کے ذریعے ہر چیز کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے اور آپ کے پیش نظر حکم خداوندی کا نفاذ ہی رہتا تھا۔ اس بات کی مزید وضاحت آپﷺ کی اس بات سے ہوتی ہے جو آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق کے متعجب اور ناپسندیدہ سوالات کے جواب کے طور پر ارشاد فرمائی، آپﷺ نے فرمایا:

"إِنِّي رَسُولُ اللهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي"[43]

بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے۔

اسی طرح نبیﷺ کے علوم اور آپ کی بصیرت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ جب آپﷺ نے حضرت عثمان غنی کو اپنا سفیر بنا کر مکہ بھیجا تو آپﷺ نے حضرت عثمان کو ایک وصیت کی، فرمایا: وہاں مکہ میں موجود جو مومن مسلمین اور مسلمات بے کسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے پاس بھی جائیں اور انہیں یہ خوش خبری سنائیں کہ مکہ فتح ہونے والا ہے اور یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گاحتیٰ کہ یہاں پر کوئی بھی اپنے ایمان کو مشرکین کے ڈر سے نہیں چھپائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوی بصیرت کے مطابق صلح حدیبیہ میں جو موقف اختیار فرمایا عام مؤمنین کی سمجھ اور فہم میں بتقاضائے بشریت یہ بات نہیں آ رہی تھی جس وجہ سے وہ کچھ ملال محسوس کر رہے تھے لیکن جلد ہی ان کی ذہنی کوفت غم و غصہ اور ملال جاتا رہا جب رسول اللہﷺنے سورۃ الفتح کی آیات ان کو سنائیں، یہ آیات بینات صلح حدیبیہ سے فراغت کے بعد جلد ہی نازل ہوئیں صحابہ کرام پر ہر مبہم بات واضح ہوگئی اور معاہدے کی جن شرائط کے متعلق ان کو تحفظات تھے اب ان کو فتح و نصرت پر پورا یقین آگیا اور صحابہ کرام پر ہو گیا کہ مشرکین صلح کی جن شرائط کی وجہ سے اپنی مضبوطی اور عزت سمجھتے تھے وہ ذلیل و رسوا ہوں گے اور اپنی قدرت اور غلبے کو جتنا وہ ظاہر کر رہے تھے اتنے ہی وہ مغلوب و مقہور ہوں گے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے رسول اور مومنین کو فتح عظیم حاصل ہو گئی اس طرح عقل و فکر واضح کی کسی تجویز کے بغیر اللہ کے رسول اور اہل ایمان عظیم فتح سے کامیاب ہوئے۔ کیا عقیدہ کے دلائل میں حضور ﷺ کی نبوت ورسالت

اور آپ کے علوم و معارف پر اس سے بڑی اور واضح کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ اسی طرح مسلمانوں کو سخت تر دد اُس وقت ہوا جب حضور ﷺ نے سہیل بن عمرو مشرکین کے نمائندے) کی لکھوائی ہوئی اس شرط پر موافقت کا اظہار فرمایا اُس نے یہ شرط لکھوائی کہ :

"من أتانا منكم رددناه عليكم ، ومن أتاكم منا تركناه عليكم"[44]

"جو ہم میں سے تمہارے پاس آئے گا، اسے ہم تمہارے ہی پاس واپس کر دیں گے، اور جو تم میں سے ہمارے پاس آئے گا، اسے ہم تمہارے ہی پاس چھوڑ دیں گے۔"

مسلمانوں کے غم و غصہ اور تنگی میں اُس وقت مزید اضافہ ہو گیا جب اُس وقت اس معاہدے کی تحریر سے قبل ہی سہیل بن عمرو کے مسلمان بیٹے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ مشرکین کی قید سے بھاگ کر بیڑیاں پہنے ہوئے گرتے پڑتے وہاں پہنچ آئے سہیل نے آپ کا دامن پکڑا اور کہنے لگا: اے محمد (ﷺ) ! میرے اور آپ کے درمیان اس کے آنے سے قبل معاہدہ طے پا چکا ہے لہذا ابو جندل کو میرے حوالے کر دیں ۔ آپﷺ نے فرمایا: صدقت " تم نے سچ کہا اس پر سہیل بن عمرو اپنے اس بیٹے کو پکڑ کر کھینچے لگا اور مارتے پیٹتے ہوئے واپس لے جانے لگا تا کہ اس کو قریش کے حوالے کر دیا جائے، حضرت ابو جندل بلند آواز سے چلا کر کہنے لگے : اے گروہ مسلمین! کیا مجھے مشرکین کے حوالے کیا جا رہا ہے تا کہ وہ میرے دین کی وجہ سے مجھے ستائیں؟ رسول اللہﷺ نے فرمایا: اے ابو جندل ! صبر کرو اور بھروسا رکھو! اللہ تعالیٰ تیرے اور دوسرے ضعیف مسلمانوں کے لیے کشادگی کی کوئی راہ پیدا فرمائے گا ہم نے اپنے اور قوم کے درمیان صلح کا معاہدہ کر لیا ہے (ہم اپنا قول انہیں دے چکے ہیں) ہم اُن سے وعدہ خلافی نہیں کریں گے ۔ سب صحابہ کرام اس منظر کو دیکھتے رہ گئے اور اس سے ان کو سخت دلی تکلیف بھی ہوئی۔[45]

جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں صلح کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد مدینہ المنورہ لوٹ آئے تو قریش میں سے ابوبصیر نامی ایک شخص مسلمان ہو کر مدینہ آن پہنچا اُدھر قریش نے دو آدمیوں کو اس کے پیچھے بھیجا تا کہ اُس کو واپس لائیں رسول اللہﷺ ابو بصیر

کو بھی معاہدے کے مطابق واپس ان کے حوالے کر دیا وہ دونوں مشرک جب ابو بصیر[46] کو لے کر مدینہ سے نکلے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں پر کچھ دیر کے لیے ٹھہرے۔ وہاں پر ابو بصیر نے اپنے پہرہ دار ایک مشرک کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی تلوار لے کر اس کو قتل کر دیا جب دوسرے مشرک نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا پھر ابو بصیر واپس رسول اللہﷺکی طرف لوٹا اور عرض کی: یانبی اللہ**!** اللہ کی قسم **!** آپ کا وعدہ پورا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذمہ پورا کر دیا آپ نے مجھے میری قوم کے سپرد کر دیا تھا۔

لیکن اللہ تعالی نے مجھے اُن سے نجات عطا فرمائی، پھر حضرت ابو بصیر وہاں سے نکل پڑے اور سمندر کے کنارے سیف البحر نامی علاقے کی طرف چلے گئے حضرت ابو جندل بھی مکہ سے بھاگ کر حضرت ابو بصیر کے پاس چلے گئے وہاں پر مکہ مکرمہ سے بھاگے ہوئے مسلمانوں کی کافی تعداد جمع ہو گئی، جو شخص بھی اسلام قبول کر کے مکہ سے نکلتا وہ مدینہ المنورہ نہ جاتا بلکہ وہ حضرت ابو بصیر کے پاس چلا جاتا (اس طرح یہ جگہ مکہ سے بھاگے ہوئے مسلمانوں کی پناہ گاہ بن گئی اور تقریباستر آدمی جمع ہو گئے) ان لوگوں کو جب بھی پتا چلتا کہ قریش کا کوئی قافلہ اس راستے سے گزر کر ملک شام تجارت کے لیے جارہا ہے تو مسلمانوں کی یہ جماعت مشرکین کے اُس قافلے پر ہلہ بول دیتی، ان کو قتل کر کے ان کا مال و اسباب سب لوٹ لیتے بالآخر مشرکین قریش نے آپﷺ کو خدا تعالی اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہوئے خط لکھا کہ آپ ان لوگوں کو قبول کر لیں اور ان کو اپنے اصحاب میں شامل کر لیں ۔ (رسول اللہﷺ نے انہیں پناہ دے دی) اس طرح وہ مدینہ طیبہ آگئے ۔[47]

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضرت ابو جندل[48] نے ہی اپنے باپ کے لیے امان طلب کی اور پھر جنگ یمامہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

اس طرح صحابہ کرام کا غم و غصہ جب دور ہوا اور یہ ساری باتیں دیکھ کر اُن کے ایمان میں اضافہ ہوا اور حکمت الہیہ اور نبوت محمدﷺ پر ایمان مزید پختہ ہوا۔ صحیح روایت میں ہے کہ حضرت سہل بن حنیف[49] نے جنگ صفین کے موقع پر فرمایا:

"اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ لَرَدَدْتُهُ"[50]

"اپنی رائے غلط قرار دو! تم نے مجھے ابو جندل کے دن دیکھا تھا، اور اگر میں نبی ﷺ کے حکم کو رد کرنے کی استطاعت رکھتا، تو میں اسے رد کر دیتا۔"

رحمت وسلامتی کی فتح

بے شک اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کا اظہار اس طرح ہوا کہ اللہ تعالی کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اپنے نبیﷺ کے لیے فتح مکہ کو جنگ اور قتال کی بجائے رحمت و سلامتی کی فتح بنادے۔ یہ ایسی فتح ہو کہ لوگ تیزی سے دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہوں اور مسلمانوں میں جن لوگوں نے آپ کو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی تھیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں' آپ کے سامنے صلح کی پیش کش کریں عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کریں آپ پر ایمان لائیں اللہ کی طرف رجوع کریں اور توحید کو قبول کریں اسی لیے صلح حدیبیہ کو اللہ تعالی نے فتح و نصرت کی تمہید بنایا تا کہ قریش اپنی خواب غفلت سے بیدار ہوں، اپنے ضمیر کا محاسبہ کریں اور اصحاب رسول کے ساتھ اس صلح اور اس کے مقدمات و نتائج سے عبرت حاصل کریں تا کہ لوگوں کےذہن خوب سوچ سمجھ لیں اور حق کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ [51]

عصر حاضر کے تناظر میں صلح حدیبیہ کا اطلاقی پہلوؤں

صلح حدیبیہ بظاہر مسلمانوں کے لیے دباؤ اور قریش کی شرائط کے تحت ہوا، لیکن درحقیقت اس کے نہایت گہرے فوائد اور دور رس اثرات تھے۔ عصر حاضر میں اس معاہدے کا تجزیہ کئی زاویوں سے کیا جا سکتا ہے جو آج کے سیاسی، سماجی اور مذہبی مسائل کے حل میں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔صلح حدیبیہ کے کچھ اطلاقی پہلوؤں درج ذیل ہیں:

1. مذاکرات کی اہمیت

عصر حاضر میں ریاستوں اور تنظیموں کے درمیان تنازعات کو حل کرنے کے لیے مذاکرات کی اہمیت صلح حدیبیہ سے

واضح ہوتی ہے۔ معاہدے نے دکھایا کہ دیرپا امن کے لیے وقتی دباؤ برداشت کرنا بھی حکمت کا حصہ ہے۔

2. امن کا راستہ اور ترقی

جیسے صلح حدیبیہ نے مسلمانوں کو امن کا موقع فراہم کیا، اسی طرح آج کے معاشروں میں امن کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ دشمنی کو ختم کرنے کے لیے معاہدات کو موقع دینا ضروری ہے۔

3. دور اندیش قیادت کی ضرورت

صلح حدیبیہ نے نبی کریم ﷺ کی دور اندیش قیادت کو واضح کیا، جو وقتی فائدے کو نظرانداز کرکے مستقبل کے عظیم فوائد پر نظر رکھتے تھے۔ عصر حاضر میں ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو طویل مدتی مفادات کو ترجیح دے۔

4. معاشی ترقی کا راستہ

صلح کے نتیجے میں مدینہ کی معیشت مستحکم ہوئی۔ آج بھی امن کے ذریعے معاشی ترقی کے لیے راہیں ہموار کی جا سکتی ہیں۔

5. اختلافات کے باوجود اتحاد

صلح حدیبیہ نے مسلمانوں کو ایک متحد امت کی حیثیت سے آگے بڑھنے کا موقع دیا۔ آج کے دور میں مختلف مسالک اور فرقوں کے درمیان اتحاد کے لیے اس معاہدے سے سبق لیا جا سکتا ہے۔

6. تعلقات کی بحالی

صلح حدیبیہ نے مکہ اور مدینہ کے تعلقات کو بہتر بنایا، جو مستقبل کی کامیابیوں کا سبب بنا۔ آج کے دور میں ریاستوں کے درمیان تنازعات کو حل کرکے تعلقات کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔

تحقیقی نتائج

صلح حدیبیہ نہ صرف ایک تاریخی معاہدہ تھا بلکہ یہ عصر حاضر کے لیے ایک ماڈل ہے کہ کس طرح حکمت، صبر، اور قیادت کے ذریعے دشمنی کو دوستی میں بدلا جا سکتا ہے۔ اس معاہدے کے فوائد نے مسلمانوں کو ایک مضبوط امت بنانے میں مدد دی، اور آج کے دور میں بھی اسی حکمت عملی کو اپناتے ہوئے امن و ترقی کے نئے راستے تلاش کیے جا سکتے ہیں۔

نتائج البحث

صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا اہم واقعہ ہے جس میں حکمت اور تدبر کی اعلیٰ مثال موجود ہے یہ صلح بظاہر مسلمانوں کے لیے سخت شرائط پر مشتمل تھی لیکن ان میں کئی گہری حکمتیں پوشیدہ تھیں ۔

- امن و استحکام کی راہ ہموار کرنا :صلح حدیبیہ کے بعد دس سال تک جنگ بندی کا معاہدہ ہوا جس نے مسلمانوں کو ایک محفوظ ماحول فراہم کیا اس امن کے دور نے مسلمانوں کو اپنے معاشرے کو مستحکم کرنے اور اسلام کی تبلیغ کے لیے بہترین مواقع فراہم کیے۔
- اسلام کے پیغام کی ترویج :جنگ کے خاتمے اور امن کی حالت میں مسلمانوں کو کھلے عام تبلیغ کا موقع ملا اس دوران اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور ہوئیں اور بہت سے لوگ اسلام کے قریب آئے ۔
- فتح مکہ کی بنیاد :صلح حدیبیہ نے فتح مکہ کی راہ ہموار کی قریش کے معاہدے کی خلاف ورزی کے بعد مسلمانوں کو اخلاقی اور سیاسی برتری حاصل ہوئی جو فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہوئی ۔
- دشمن کی سیاسی حیثیت کو تسلیم کرانا :قریش نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کرکے انہیں ایک علیحدہ سیاسی قوت کے طور پر تسلیم کیا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا یہ مسلمانوں کے لیے ایک بڑی سفارتی کامیابی تھی ۔
- مشکل شرائط میں حکمت عملی :بظاہر معاہدے کی شرائط مسلمانوں کے لیے سخت تھیں جیسے مکہ واپس لوٹ جانا اور قریش کے بھگوڑوں کو واپس کرنا لیکن ان شرائط کو قبول کرکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کیا کہ وقتی مصلحت کے تحت بڑے مقاصد کے لیے قربانی دینا ضروری ہوتا ہے ۔
- قریش کو کمزور کرنا :اس معاہدے نے قریش کے لیے مسلمانوں کے خلاف دیگر قبائل کو اکسانا مشکل بنا دیا نتیجتاً قریش کی طاقت بتدریج کمزور ہونے لگی ۔
- صحابہ کی تربیت اور اتحاد :صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت پر غیر

متزلزل ایمان کا مظاہرہ کیا یہ واقعہ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد اور اطاعت کے جذبے کو مزید مضبوط کرنے کا سبب بنا ۔

- عقل و تدبر کی مثال :نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدے کے ذریعے ثابت کیا کہ جنگ ہمیشہ مسائل کا حل نہیں ہوتی بلکہ حکمت صبر اور تدبر کے ذریعے بھی عظیم مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں ۔
- مکہ میں اسلام کا اثر و رسوخ بڑھانا :معاہدے کے بعد مکہ میں اسلام کا اثر بڑھنے لگا قریش کے بہت سے افراد اسلام کے اخلاق اور امن پسند رویے سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے ۔
- صبر کا عملی مظاہرہ :صلح حدیبیہ مسلمانوں کے لیے صبر استقامت اور اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرنے کی عملی تعلیم تھی یہ واقعہ دکھاتا ہے کہ اللہ کے فیصلے بظاہر مشکل لگ سکتے ہیں لیکن ان میں ہمیشہ خیر پوشیدہ ہوتا ہے ۔
- صلح حدیبیہ بظاہر ایک شکست سمجھی گئی لیکن حقیقت میں یہ ایک عظیم فتح تھی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ نے اسے فتح مبین قرار دیا۔

حوالہ جات وحواشی:

---

[1] صالحی،محمد بن یوسف،سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد(بیروت:دار الکتب العلمیہ،طبع اول،1993ء)،ج5،ص33

Salihi,Muhammad bin yousaf,Subalal Al-Huda wa Rashad, Fe Serat e Khair Ul-ibad, Berut, Dar Ul- Kutub Ul-Ilmia,1st Edition,1993,Vol:5,P:33

[2] آپ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ صحابیہ ہیں۔ام المومنین ہیں۔ آپ سے 378 روایات مروی ہیں۔ جنگ بدر کے بعد نبی کریمﷺ کے عقد میں آئی۔نبی کریمﷺ سے پہلے حضرت ابی سلمہ بن عبدالاسد کی زوجیت میں تھی۔ 62ھ میں وفات پائی۔(ابن عبد البر،الا ستیعاب فی معرفۃ الاصحاب(بیروت:عالم الکتب)،ج2،ص 122)

Ibn Abdul Al-Bar,Al-Istiab Fe Marift-AL-Ashab,Berut,Alam Ul-Kutub,Vol:2,P:122

[3] واقدی،محمد بن عمر،کتاب المغازي،(بیروت:عالم الکتب)،ج2،ص467

Waqidi,Muhammad bin umar,Kitab Ul-Maghazi,Berut,Alam Ul-Kutub,Vol:2,P:467

4 یہ مدینہ منورہ سے چھ یا سات میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جہاں سے رسول اللہ ﷺ عمرہ اور حج کے لئے نکلے تھے-(حمیری،محمد بن عبد المنعم،الروض المعطار فی خبر الاقطار،دارالسراج، بیروت:1980ء ،ج1 ،ص 196)

Himyari,Muhammad bin Abdul Munem,AL-Rauz ul-Muattar, Fe-Khabri al-Aqtar,Dar Ul-Siraj, Berut,1980,Vol:1,P:196

5 بفتح فسكون وهو ما يهدي إلى الحرم من النعم شاة كان أو بقرة أو بعير

"بفتح فسکون" (زبر اور سکون کے ساتھ) اس کا مطلب ہے وہ جانور جو حرم کی طرف ہدیہ (قربانی) کے لیے لے جایا جاتا ہے، چاہے وہ بکری ہو، گائے ہو یا اونٹ۔

(ملا علی قاری، علی بن سلطان،مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،(بیروت:دار الکتب العلمیہ)،ج9،ص101)

Mulla Ali Qari,Ali bin Sultan,Mirqat Ul-Mafateeh Shara Mishkat Ul-Masabih,Berut, Dar Ul- Kutub Ul-Ilmia,Vol:9,P:101

6 علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

(وقَلَّدْتُها قِلاَدَةَ)، بالكسر ، وقِلاداً ،بحذف الهاءِ (جَعَلْتُهَا فِي عُنُقِهِا) فتَقَلَّدت،(ومنه) التّقْلِيد فِي الدِّين ،---، (و) منه أَيضاً (تَقْلِيدُ البَدَنَةِ): أَن يُجْعَلَ فِي عُنقِها (شَيْئاً يُعْلَمُ به أَنَّهَا هَدْيٌ)

"وقَلَّدْتُها قِلادَۃَ" (کسر کے ساتھ) اور "قِلاداً" (ہاء کے حذف کے ساتھ): اس کا مطلب ہے کہ میں نے اسے اس کے گلے میں ڈال دیا، پس اس نے اسے پہن لیا۔ اسی سے "تقلید" دین میں مستعار ہے---اسی طرح "تقلید البدنة" بھی اسی سے ماخوذ ہے، یعنی قربانی کے جانور کے گلے میں ایسی چیز ڈالنا جس سے معلوم ہو کہ یہ ہدی (قربانی) کے لیے ہے۔

(زبیدی،محمد بن محمد،تاج العروس من جواھر القاموس،(مدینہ منورہ:دار الہدایہ)،ج9،ص69)

Zubaidi,Muhammad bin Muhammad,Tajul Ul-Uroos men jawahir Ul-qamoos,Madina Munawara, Dar Ul-Hidaya,Vol:9,P:69

7 یہ ایک بستی ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ اس کا فاصلہ مکہ سے انچاس میل اور سمندر سے دس میل ہے۔ یہاں میٹھے پانی کے کنویں ہیں، اور عسفان اور قدید کے درمیان چوبیس میل کا فاصلہ ہے۔ عسفان ایک آباد اور زرخیز جگہ ہے جہاں پانی کنوؤں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ (حمیری،محمد بن عبد المنعم،الروض المعطار فی خبر الاقطار،ج1 ،ص 421)

Himyari,Muhammad bin Abdul Munem,AL-Rauz ul-Muattar, Fe-Khabri al-Aqtar,Vol:1,P:421

8 کعب رسول اللہ کے آٹھویں پشت پر جد امجد ہیں۔ آپ تمام عرب کے سردار تھے۔ آپ ایک عظیم خطیب تھے۔ آپ ایام حج اور اہم دنوں پر خطبات دیا کرتے تھے۔ کعب بن لوی پہلے شخص تھے جنھوں نے عروبہ کے دن لوگوں کو جمع کیا اور اس دن خطبہ دیا۔(ہمدانی،سید قمر عباس، مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب،(دمشق:دار الکتب)،ج1،ص35)

Hamdani,Sayyad Qamar Abbas,Mudrik al-Talib Fe nasb Aal abi Talib,Damascus,Dar ul-Kutub,Vol: 1,P:35

9 بیہقی،ابو بکر احمد بن الحسین،السنن الکبری،(انڈیا: دائرۃ المعارف،طبع اول،1344ھ)،ج9،ص218،حدیث نمبر:19280

Beheqi,Abu Bakar Ahmad bin Al-Husain,Al-Sunan Ul-Kubra,India,Dairt Ul-Maarif,1st Edition, 1344h, Vol:9, P:218,Hadees No.19280

10 ابو بکر صدیق ؓ -عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب تیمی قریشی ،صدیق اکبر ، خلیفہ اول ، مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے اور عائشہ ؓ ،اسماء اور عبدالرحمنٰ کے والد تھے ۔تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک رہے ۔ آپ سے 142 احادیث مروی ہیں ۔ 63 سال کے عمر میں 13 ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی ۔(ابن عبدالبر ،الاستیعاب ،ج4 ،ص177)

Ibn Abdul Al-Bar,Al-Istiab Fe Marift-AL-Ashab,Vol:4,P:177

11 حدیبیہ کے شمال میں دو نمایاں پہاڑ ہیں، جن کے درمیان وادی "مر الظہران" واقع ہے۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع راستہ ہے، اور یہ راستہ "ثنية المرار" کہلاتا ہے۔ آج اسے "فج الکریمی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (سہمودی،علی بن احمد،وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ،لاہور:ادارہ پیغام القرآن،2008)،ج3،ص277)

Sahmodi,Ali bin Ahmad,Wafa Ul-Wafa be-akbar Dar-ul-Mustafa,Lahore,Idara Paigham ul-Quran, 2008,Vol:3,P:277

12 بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاري،(کراچی:الطاف سنز،طبع اول، 2009ء)،ج1،ص247 ،حدیث نمبر2732

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Ul-Bukhari,Karachi,Iltaf Sons,1st Edition,2009,Vol:1,P:247, Hadees No.2732

13 عروہ ابن مسعود ثقفی رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت عیسیٰ سے شکل میں مشابہت والا فرمایا۔ 8ھ میں جب آنحضرتﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو واپسی میں بھی پیچھے ہو لیے اورمدینہ پہنچنے سے قبل آپ سے مل کر مشرف بااسلام ہو گئے۔(ابن عبد البر،الا ستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ج2،ص 505)

Ibn Abdul Al-Bar,Al-Istiab Fe Marift-AL-Ashab,Vol:2,P:505

14 قیصر روم ہرقل یہ یو نا نی النسل با دشاہ باز نطینی رومی سلطنت 610ء تا 641 ء بر سر اقتدار رہا ۔ قیصر شا ہا ن روم کا لقب ہے۔ (ابن منظور،محمد بن مکرم،لسان العرب (بیروت:دار صادر،طبع اول،2002)،ج5،ص 95)

Ibn e Manzor,Muhammad bin Mukarram,Lisan Ul-Arab,Berut,Dar Sadir,1st Edition,Vol:5,P:95

15 کسریٰ شاہ فارس کا لقب تھا،خسرو کا معرب،خسرو کے معنی ہیں بڑے ملک والا،اس کسریٰ کا نام پرویز ابن ہرمز ابن نوشیروان تھا۔6ھ میں رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے بادشاہوں کو خطوط بھیجے جن میں اسلام کی طرف ان لوگوں کو بلایا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی؛چنانچہ ایک خط اسی طرح فارس کے بادشاہ پرویز کو بھی لکھا تھا، اس نے آپﷺ کے خط کو پھاڑ ڈالا۔ تو آپﷺ نے بددعا فرمائی تھی کہ اے خدا اس کے خاندان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے ؛چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کی حکومت تھوڑے دنوں میں مٹ گئی۔ (ابن کثیر ، ابواللہ ، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البداية والنهاية، (بيروت: دارا احياء التراث العربي، 1988ء) ج 5، ص : 129)

Ibn e Kasir, Abul Fida,Ismail bin umar bin Kasir Al-Bidaya wa-Al-nihaya, Berut, Dar Ihya al-Turas Al-Arabi, 1988, Vol:5,P:129

16 نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا۔جب حضرت محمدﷺ نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ،تو نجاشی نے ان کی بہت خدمت کی ۔اور جب کفار مکہ نے ان سے مسلمانوں کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کیا ۔کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا ۔حضورﷺ نے اس کی جنازہ پڑھی ۔(حموی، یاقوت بن عبد اللہ ، معجم البلدان، (بیروت: دار الفکر)، ج 1، ص 401)

Hamavi, Yaqot bin Abdullah, Mujam Ul-Buldan, Berut, Dar Ul-Fekar, Vol:1,P:401 17

17 خطابی،ابو سلیمان احمد بن محمد،معالم السنن،(حلب:مطبع علمیہ،طبع اول،1932ء)،ج2،ص323

Khetabi,Abu Sulaiman Ahmad bin Muhammad,Maalim Ul-Sunan,Halb,Matba Ilmia,1st Edition,1932,Vol:2, P:323

18 آپؓ 576ھ کو مکہ مکرمہ میں پیداہوئے، تعلق قریش کی شاخ بن امیہ سے تھا۔رسول اکرمﷺ کی دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے شادی کرنے کی وجہ سے ذو النورین ان کا لقب تھا۔ یکم محرم24ھ کو خلیفہ بنے۔ 18ذوالحجہ 35ھ کو وفات ہوئے۔ (ابن حجر، تقریب التہذیب،(قاہرہ:دار العلم،2004ء)،ج1،ص238)

Ibn e Hajar,Taqreeb Ul-Tahzeeb,Qahira,Dar Ul-Ilam,2004,Vol:1,P:238

19 ابان بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ صحابی رسول کاتب وحی اور مکہ مکرمہ کے خاندان قریش کی سرکردہ شخصیت تھے۔ غزوہ خیبر سے قبل مشرف

باسلام ہوئے ، غزوہ خیبر کے بعد تمام غزوات نبوی میں شریک ہوئے بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخر عہدِ خلافت 13ھ میں جنگ اجنادین میں شہادت پائی-(ابن الاثیر،اسد الغابہ،(بیروت:دار احیاء الکتب،1999ء)،ج1،ص35)

Ibn Ul-Aseer,Usdul Ghaba,Berut,Dar Ihya Al-Kutub,1999,Vol:1,P:35

[20] سیوطی،جلال الدین عبد الرحمن أبي بكر،الخصائص الکبری،(بیروت:دار الکتب العلمیہ،1985ء)،ج1،ص414

Suyoti,Jalal Ul-Deen,Abdul Rehman abi Bakar,Al-Khasais Ul-Kubra,Berut:Dar ul-Kutub ul-Ilmia,1985, Vol:1,P:414

[21] مقریزی،تقی الدین احمد بن علی،إمتاع الأسماع(بیروت:دار الکتب العلمیہ،طبع اول،1999ء)،ج1،ص290

Muqraizi,Taqi Ul-Deen Ahmad bin Ali, Imta Ul-Isma,Berut,Dar ul-Kutub ul-Ilmia,1st Edition,1999,Vol:1, P:290

[22] کلاعی،سلیمان بن موسیٰ،الاکتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله والثلاثة الخلفاء(بیروت:عالم الکتب،طبع اول،1417ھ)،ج2،ص148

Kalai,Sulaiman bin Musa,Al-Iktifa bema Tazammana hu men Maghazi Rasol Ullah wa Salast Ul-Khulafa, Berut,Alam Ul-Kutub,1st Edition,1417h,Vol:2,P:148

[23] سہیل رؤ سائے قریش میں سے تھے-مشہور صحابی حضرت ابو جندل کے والد تھے-ابتداء اسلام میں مسلمانوں کے مخالف تھے-غزوہ حنین کی واپسی کے وقت آپﷺ کے ساتھ ہو گئے اورمقام جعرانہ پہنچ کر خلعتِ اسلام سے سرفراز ہوئے-18ھ میں طاعون کی وبا میں شام میں انتقال کر گئے-(ابن الاثیر،اسد الغابہ،ج2،ص374)

Ibn Ul-Aseer,Usdul Ghaba,Berut,Vol:2,P:374

[24] بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاري،بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ،،ج1،ص247،حدیث نمبر2732

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Ul-Bukhari,Vol:1,P:247, Hadees No.2732

[25] قرطبی،ابو عمر یوسف بن عبد الله،الدرر في اختصار المغازي والسیر(قاہرہ: وزارة الأوقاف،طبع اول،1995ء)،ج1،ص205

Qurtubi,Abu Umar Yousaf bin Abdullah,Al-Durar fe Ikhtesar Al-Maghazi wa-al-Seyir,Qahira, wazart-ul-aoqaf,1st Edition,1995,Vol:1,P:205

[26] مکہ کا دوسر نام ام القری بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے بیو ی ہاجرہ اور بیٹے اسما عیل علیہ السلام کو یہا ں چھو ڑا اور پھر دعا کی کہ یہاں کہ شہر آبا د کر دے ۔پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسما عیل علیہ السلام نے ملکر خا نہ کعبہ تعمیر کیا ۔ نبی کریم ﷺ کی جا ئے پیدا ئش ہے ۔آٹھ (8) ہجری کو فتح مکہ ہوا ۔ (حمو ی ،یاقوت بن عبد اللہ،معجم البلدان،ج1، ص361)

Hamavi, Yaqot bin Abdullah, Mujam Ul-Buldan, Vol:1,P:361

[27] صالحی،محمد بن یوسف،سبل الهدی والرشاد، في سيرة خير العباد،ج5،ص52

Salihi,Muhammad bin yousaf,Subalal Al-Huda wa Rashad,Vol:5,P:52

[28] ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ، دمشقی 691ھ/ 1292ء کو پیدا ہوئے۔ اپنےدور کے بہت بڑے محدث، مفسر، فقیہ اور متکلم تھے۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے ساتھ خصوصی تعلق اور لگاؤ کی وجہ سے ان کے علوم پر بن تیمیہؒ کا رنگ غالب رہا۔ آپ 752ھ/ 1359ء کو فوت ہوئے۔ (ابن کثیر، ابوالفدء اسماعیل بن عمر بن کثیر، **البداية والنہاية**، ج14، ص:221)

Ibn e Kasir, Abul Fida,Ismail bin umar bin Kasir Al-Bidaya wa-Al-nihaya,Vol:5,P:129

[29] ابن قیم،محمد بن ابی بکر بن ایوب،زاد المعاد فی هدي خير العباد،(بیروت:مکتبہ المنار،ستائیسویں اشاعت،1994ء)،ج3،ص310

Ibn Qayyam,Muhammad bin abi Bakar bin Ayub,Zaad Ul-Maad Fe Hadyi Khair ul-Ibad,Berut, Maktaba Ul-Manar,Edition:27th,1994,Vol:3,P:310

[30] سورة الفتح: 27:48

Surat Ul-Fatah:48:27

[31] حافظ بن محمد عبد الله، مرويات غزوة الحديبية جمع وتخريج ودراسة،(مدينة منورة:مطابع الجامعة الإسلامية،1406ھ)،ج1،ص268

Hafiz bin Muhammad Abdullah,Marviyat Ghazwat Ul-Hudaibia jama wa takhrij wa dirasa,Madina Munawara,Matabi al-Jamiat ul-Islamia,1406h,Vol:1,P:268

[32] آپ خالد بن ولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی ہیں ۔ صحابی رسول اللہ ﷺ ہے۔ صحاح ستہ میں آپ سے روایات نقل ہیں امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ آپ نے غزوہ مؤتہ سے دو مہینے قبل اسلام لایا۔ 21ھ یا 22ھ میں وفات پائی ۔ (ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ، دمشق : دار الکتب،ج2،ص216)

Ibn e Hajar Al-Isaba fe tamyiz al-Sahaba, Damascus, dar ul-kutub, Vol:2,P:215

[33] آپ عمرو بن العا ص سہمی قر یشی اورصحا بی رسولﷺہیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضرت خالد بن الولید اور عثما ن بن طلحہؓ کے ہمراء رسول ﷺ کے پا س حا ضر ہو ئے اوران سب نے اسلام قبول کی۔ان کو رسول ﷺ نے عمان کا حا کم بنا یا تھا ۔ حضرت عمرؓ کی زند گی میں مصر کے حا کم رہے ہیں۔مصر میں ہی 43 ہجر ی میں نوے 90 سال کی عمر میں وفا ت پا ئی ۔ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر اور قیس بن ابی حا زم روایت کر تے ہیں۔(ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ، ج 1 ، ص 367)

Ibn Abdul Al-Bar. Al-Istiab Fe Marift-AL-Ashab, Vol:1,P:367

[34] سرزمین عرب کے صوبہ حجاز کا مقدس شہر ہے ۔اس کا پہلا نام یثرب تھا ۔ جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو اس کانام طابہ رکھ دیا ۔ اس کے علاوہ یہ شہر کئی ناموں سے مشہور ہیں جن میں طیبہ ، طابہ ، مدینۃ النبی ؐ ،مدینۃ الرسول ؐ اور دارالھجرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ یہ مکہ سے300 میل اور سطع سمندر سے 600 میٹر بلندی پر واقع ہے ۔ اس کے شمال میں جبل احد اور جنوب میں جبل عیر ہیں ۔ (شوقی ابو الخلیل ، اطلس القرآن ، مکتبہ دار السلام ، ریاض،ج1،ص323-326)

Shouqi, Abul Khalil, Atlas Ul-Quran.Maktaba, Dar Ul-Salam, Riaz, 2003, Vol:1,P:323-326

[35] حافظ بن محمد عبد اللہ، مرویات غزوۃ الحدیبیۃ جمع وتخریج ودراسۃ،ج1،ص268

Hafiz bin Muhammad Abdullah,Marviyat Ghazwat Ul-Hudaibia jama wa takhrij wa dirasa,Vol:1, P:268

[36]آپ کا پورا نام محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب زہری ہے۔ 58ھ / 1678ء میں پیدا ہوئے۔ حجاز کے ائمہ میں سے تھے۔ اور انس بن مالک کے فیض یافتہ تھے۔ شیوخ میں ابن عمر ، سہل بن محمد ، محمود بن ربیع اور سعید بن مسیب و غیر ہ شامل ہیں۔ ان کو تقریبا دو ہزار دو سو (2200) احادیث زبانی یاد تھیں۔ آپ نے 124ھ / 742ء میں وفات پائی۔ (ابن الجوزی ، صفۃ الصفوۃ (قاہرہ: دار العلم) ج 2، ص 343)

Ibn e ul-Jawzi, Sifat Ul-Safwa,Qahira, Dar ul-Ilam, Vol:2,P:343

[37] حمیری،عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ،(بیروت:دار المعرفۃ)،ج2،ص321

Himari,Abdul Malik bin Hisham,Al-Seerat Al-Nabvia,Berut,Dar ul-Marifa,Vol:2,P:321

[38] مبارک پوری،صفی الرحمٰن،الرحیق المختوم،(لاہور:مکتبہ سلفیہ)،ص475

Mubarak Puri,Safi Ul-Rehman,Al-Raheeq Al-Makhtom,Lahore,maktaba salafia,P:475

[39] سورۃ الفتح: 3:48

Surat Ul-Fatah,48:3

40 آپ کا پورا نام عمر فاروق بن خطابؓ قرشی ہے۔کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔مکہ معظمہ میں 40 قبل ہجری/584ءکو پیدا ہوئے۔خلفائے راشدین میں سے دوسرے نمبر پر ہیں۔ جلیل القدر صحابی تھے ۔13ھ کو خلیفہ چنے گئے ۔آپؓ سے 539 احادیث روایت کی گئی ہیں۔23ھ/644ء کو رحلت کر گئے۔آپ کی نمازجنازہ صہیب بن سنانؓ رومی نے پڑھائی۔(مزی،یوسف بن عبدالرحمٰن، تہذیب الکمال(قاہرہ:دار العلم) ،ج21، ص31)

Muzi,Yousaf bin Abdul Rehman,Tehzeeb Ul-Kamal,Qahira,Dar ul-Ilam,Vol:21,P:31

41 احمد بن حنبل،المسند،(بیروت:دار الکتب،طبع دوم،1999ء)،ج31،ص214،حدیث نمبر:18910

Ahmad bin Hambal,Al-Musnad,Berut,Dar Ul-Kutub,2nd Edition,1999,Vol:31,P:214,Hadees No. 18910

42 بیہقی،ابو بکر احمد بن الحسین،السنن الکبری،ج5،ص215،حدیث نمبر:10368

Beheqi,Abu Bakar Ahmad bin Al-Husain,Al-Sunan Ul-Kubra, Vol:5, P:215,Hadees No.10368

43 بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاري،بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ، ،ج1،ص247،حدیث نمبر2732

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Ul-Bukhari,Vol:1,P:247, Hadees No.2732

44 بیہقی،ابو بکر احمد بن الحسین،دلائل النبوۃ ،(بیروت:دار الفکر،1418ھ)،ج4،ص211

Beheqi,Abu Bakar Ahmad bin Al-Husain,Dalail Ul-Nabuwat,Berut,Dar Ul-Fekar,1418h,Vol:4,P:211

45 حمیری،عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ،ج2،ص318

Himari,Abdul Malik bin Hisham,Al-Seerat Al-Nabvia,Vol:2,P:318

46 آپ ابو بصیرہ عتبہ بن اسید ثقفی ہیں ۔ابتدا ئی زما نہ میں اسلا م لا نے والے صحا بہ میں سے ہیں،ان کا ذکر غزوۂ حد یبیہ میں آتا ہے۔ صلح حدیبیہ کی شرائط کی رو سے واپس کیا گیا مگر یہ وہاں سے جاکر دریا کے کنارے آباد ہوا اور کافروں کے قافلے لوٹنے لگا۔آخر کار آنحضرتﷺ نے اس آزاد گروہ کے پاس لکھ بھیجا کہ ابو جندل اورابو بصیر ہمارے پاس چلے آئیں یہ خط ایسے وقت پہنچا کہ حضرت ابو بصیرؓ بستر مرگ پر تھے، خط ہاتھ میں لے کر پڑھتے پڑہتے روحِ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی،ابو جندلؓ نے نماز جنازہ پڑھا کر اسی ویرانہ میں سپرد خاک کیا۔(ابن الاثیر،اسد الغابہ،ج8،ص297)

Ibn Ul-Aseer,Usdul Ghaba,Vol:8,P:297

47 سہیلی،عبد الرحمٰن بن عبد اللہ،الروض الانف،(بیروت:دار الکتب العلمیہ)،ج4،ص57

Suhaili,Abdul-Rehman bin Abdullah,Al-Roz Ul-Unuf,Berut,Dar ul-Kutub Al-Ilmia,Vol:4,P:57

48 آپ ابو جندل العا ص بن سہیل بن عمر وقر یشی کے صاحبزادے اور صحا بی رسولﷺ ہیں۔ آپ رسول ﷺ کے پاس اسلام لا نے کے لئے اس حال میں آئے کہ بیڑیا ں پہنے ہو ئے بیڑ یو ں میں چل کر حا ضر ہو ئے ۔ حضرت عمرؓ کے دور خلا فت میں وفا ت ہو ئے ہیں۔(ابن عبد البر،الا ستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ج2،ص 16)

Ibn Abdul Al-Bar,Al-Istiab Fe Marift-AL-Ashab,Vol:2,P:16

49 آپ سہل بن حنیف ابوثابت الانصاری الاوسی ہے۔آپ ابو امامہ بن سہل کے والد جبکہ عثمان بن حنیف کے بھائی ہے ۔آپ بدر میں شریک ہوئے، خلافتِ راشدہ میں سے حضرت علی کے عہد مبارک میں مدینہ کے امیر تھے۔38ھ میں کوفہ میں وفات ہوئے ۔ حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔(ابن الاثیر،اسد الغابہ،ج1،ص485)

Ibn Ul-Aseer,Usdul Ghaba,Berut,Dar Ihya Al-Kutub,1999,Vol:1,P:485

50 بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاري،بَابُ إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ، ،ج1،ص303،حدیث نمبر3181

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Ul-Bukhari,Vol:1,P:303, Hadees No.3181

51 بوطی،محمد سعید رمضان،فقہ السیرۃ النبویۃ،(بیروت:دار الفکر،طبع دہم،1991ء)،ج2،ص348

Buti,Muhammad Saeed Ramzan,Feqh ul-Serat Ul-Nabavia,Berut,Dar ul-Fekar,Edition10th, 1991, Vol:2, P:348